پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

اسلامی نظام حیات پر سعید حلیم پاشا کا ایک فکر انگیز مقالہ

اشعار ہی نہیں، بعض نثری تحریریں بھی اپنی معنی خیزی کے اعتبار سے بار بار رجاع اور استناد کے قابل ہوتی ہیں۔ ایسا ہی ایک مقالہ شاہزادہ محمد سعید حلیم پاشاؒ کا ہے جسے بار بار مطالعہ کرنا چاہیئے پاشا مرحوم کا یہ مقالہ ۱۹۲۲ء میں فرانس کے مجلہ Ohint et occident میں فرانسیسی زبان میں شائع ہوا۔ مولانا محمد مارمیڈیوک پکتھال مرحوم نے (م ۱۹۳۶ء) سہ ماہی اسلامک کلچر حیدرآباد دکن کے افتتاحی شمارے بابت جنوری ۱۹۲۷ء میں مسلمان معاشرے کی اصلاح کے زیر عنوان اس کا انگریزی ترجمہ شائع کروایا اور اس پر ایک مفید تعارفی نوٹ بھی لکھا لہ مولانائے موصوف اپنے استنبول کے قیام کے دوران مدتوں پاشائے مرحوم کے معاصر رہے تھے اس لئے انہوں نے محض اپنے ذاتی تاثرات بھی لکھے ہیں۔ شاہزادہ محمد سعید حلیم پاشا اسلام لشمق (اسلامیانا) نام کی فکر انگیز کتاب کے مصنف ہیں۔ اس ترکی تصنیف کا عربی ترجمہ بھی دستیاب ہے۔ علامہ اقبالؒ نے جاوید نامہ (فلک عطارد) اور خطبات اسلامی افکار کی تشکیل نو میں پاشا مرحوم کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور ان کی فکر سے استناد بھی کیا ہے۔

شاہزادہ موصوف ۱۸۶۳ء میں قسطنطنیہ (استنبول میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اسلامی

اور مغربی علوم میں کمال حاصل کیا۔ بیسویں صدی کے اوائل میں انہوں نے "حزبِ اصلاحِ دین" کے نام سے ایک سیاسی جماعت کی تشکیل کی۔ وہ اپنی مذکورہ کتاب اور مقالے کے مفاد کے مطابق اپنے حزب کے افراد ڈھالنا چاہتے تھے تاکہ اس طرح پہلے پوری ترک قوم کی اصلاح کی جائے اور دوسرے مرحلے میں مسلمانانِ عالم کی۔ وہ پہلی عالمی جنگ سے چند سال قبل ترکی کی کابینہ میں وزیر داخلہ بنے۔ بعد میں انہوں نے وزارتِ خارجہ اور وزارتِ عظمی کے قلمدان بھی سنبھالے مگر ۱۹۱۷ء میں صحت کی خرابی کی بنا پر انہیں مستعفی ہونا پڑا۔ زندگی کے آخری ایام میں وہ روم (اٹلی) چلے گئے اور وہیں ۲۰ دسمبر ۱۹۲۱ء کو ایک شقی القلب ارمنی نے انہیں گولی کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ پاشا مرحوم ترکی اور عربی کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی زبانیں بھی بخوبی جانتے تھے۔ اسلام لشمق اور مسلمان معاشرے کی اصلاح (ترجمہ) ترکی کے موجودہ رومن رسم الخط میں بھی شائع ہوتی رہی ہیں۔ زیر بحث مقالے کے برصغیر میں کئی اردو تراجم شائع ہوئے۔ تین راقم الحروف کی نظر سے گذرے ہیں اس وقت میرے پیش نظر مولانا سید ہاشمی فریدآبادی مرحوم کا ترجمہ ہے جس پر مولانا محمد مارمیڈیوک پکھتال کا تعارف اور مولانا محمد علی کی وضاحتیں ہیں (اللہ کی باوشاہت شائع کردہ مکتبہ تعمیرِ انسانیت لاہور س ن صفحات ۱۶۸) اسلام لشمق۔ اسلامی نظامِ حیات پر ایک جامع کتاب ہے جبکہ مقالہ مسلمان معاشرے کی اصلاح اس کتاب کے ایک جزو کا حاکی ہے۔ اس نکتہ کا اظہار بھی ضروری ہے کہ سید جمال الدین افغانی مرحوم (م ۱۸۹۷ء) کے قلمروِ عثمانیہ میں قیام کے دوران پاشا مغفور ان سے ملا کرتے تھے اور ان دونوں کے افکار میں کافی حد تک یکسانیت ہے۔ اقبال نے اسی مناسبت سے انہیں جاوید نامہ کے فلک عطارد میں یکجا دکھایا ہے کہ:۔

رفتم و دیدم دو مرد اندر قیام — مقتدی تاتار و افغانی امام
پیر رومی ہر زمان اندر حضور — طلعتش برتافت از ذوق و سرور
گفت مشرق زین دو کس بہتر نزاد — ناخن شان عقدہ ہائے ما کشاد

اس تمہیدی یادداشت کے بعد راقم الحروف شاہزادہ مغفور کے اصل مقالے کی چیدہ چیدہ باتوں کی طرف اشارہ کرے گا۔

مقالے کی ابتدا میں سعید پاشا عالمِ اسلام کے مسلمانوں کی بیداری پر فرسندی کا اظہار

کرتے ہیں۔ علوم وفنون کی طرف مسلمانوں کی خصوصی توجہ خوش آئند ہے۔ اقوام مغرب اس وقت علوم وفنون میں اقوام مشرق سے بہت آگے ہیں لہذا مسلمان اگر سائنسی اور تجربی علوم میں اہلِ مغرب سے اکتسابِ فیض کر رہے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں مگر مشرق ومغرب کے اختلاط کا ایک افسوس ناک پہلو بھی سامنے آرہا ہے۔ مسلمان علوم وفنون کے علاوہ اخلاق ومعاشرت کے اصول بھی اہلِ مغرب سے سیکھنے لگے ہیں۔ حالانکہ اسلام کے اصول اخلاق ومعاشرت انتہائی برتر، اعلیٰ اور دائمی ہیں اور اس ضمن میں تقلیدِ مغرب کرنا فساد مدنیت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

سعید پاشا نے اس نکتے پر بعد میں بھی اشارہ کیا ہے کہ مسلمانوں کو اہل مغرب کے فاسد تمدن کی نقالی سے برحذر رہنا چاہیئے کیونکہ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کو قابل ترجیح جاننا کفرانِ نعمت ہے۔ یہاں ابتداً میں وہ اسلام کے اصول معاشرت سے بحث بھی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک حقیقی اسلامی معاشرہ وہ ہے جو وحی الٰہی کی تعلیمات سے برخوردار ہو اور جہاں شرع اسلامی کا مکمل صورت میں نفاذ ہو۔ سعید پاشا انسانی عقل کی تہی دامانی اور فطرتِ آدم کی خودغرضی پر بحث کرتے ہوئے وحی الٰہی کے خطاناپذیر ذریعے کے بارے میں مفصل لکھتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ فطرتِ انسانی وحیِ الٰہی سے ہی حقیقی معنوں میں مستفید ومستنیر ہوتی ہے کیونکہ یہ الہامی ذریعہ ابدیت اور جامعیت کا آئینہ دار ہے مرورِ ایام سے وحیِ الٰہی کی صداقت مبرہن ہوتی رہی ہے۔ اس وقت وحیِ الٰہی کا کامل نمونہ صرف قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید خالق اور مخلوق کے بے واسطہ قرب وربط کا آئینہ دار ہے اور ہر قسم کی مذہبی پیشوائیت کی نفی کرتا ہے۔ قوانین شرع کے ضمن میں پاشا موصوف لکھتے ہیں کہ حقیقی جمہوریت کے ضامن یہی ہیں۔ یہ کوئی ماورائی اور موہوم اصول نہیں۔ بلکہ ہر زمانے میں انہیں برتا جاسکتا ہے۔ آزادی، اخوت اور مساوات کی تعلیمات کے مظہر یہی اصول ہیں۔ تاریخ اسلام مسلمانوں کے رطب ویابس اعمال سے مملو ہے مگر عہد نبویؐ، عہد خلفائے راشدینؓ اور بعد کے چند عہود میں اسلام کے اصول معاشرت پر عمل درعمل ہوتا رہا ہے اور تاریخ اسلام کے یہ زریں ایّام ہر زمانے کے مسلمانوں کا سرمایہ افتخار رہیں۔ مگر افسوس کہ اس دینِ کامل کے حامل مسلمان اپنی بعض اہم خامیوں اور

بداعمالیوں کی بنا پر زوال و انحطاط سے دوچار ہو گئے۔

امت مسلمہ کے اسبابِ زوال مختلف زمانوں کے حکمائے قوم مختلف گنواتے رہے ہیں مگر محمد سعید حلیم پاشا کے دلائل نادر اور کمیاب نوعیت کے ہیں۔ منجملہ دیگر دلائل اقبالؔ نے بھی جاوید نامہ میں انہیں اپنایا ہے پاشا موصوف کے نزدیک مسلمانوں کے زوال کا بڑا سبب تفقہ فی الدین کا فقدان ہے۔ عصر حاضر کے ذہین مسلمان تفہیمِ دین کے لئے بالکل کوشاں نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ دراصل ایک مدت سے دینی امور کو ملا و شیخ کی میراث سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس لئے ملا و شیخ کے اخلاف کو ہی دین کی ترجمانی سونپی جاتی رہی ہے خواہ وہ اس کے اہل ہوں یا نہ ہوں۔ سعید پاشا استثنائی خدمات انجام دینے والے علما و صوفیا کی اہمیت کے قائل ہیں۔ مگر اہل مدرسہ و خانقاہ کی اکثریت ان کے نزدیک مسلمانوں کے زوال کا ایک بڑا موجب رہا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے دین کی سادگی کو مفقود کر دیا۔ تاویلات کی موشگافیوں نے مسلمانوں کو مختلف فرق کی صورت میں نمودار کیا اور مذہبی پیشوائیت کے اس گھناؤنے تصور کو جنم دیا جو اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔ مقالے کے ترجمے کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:۔

"مسلمانوں کی تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ اسلامی دنیا میں انحطاط کے آثار ٹھیک اس زمانے میں نمودار ہوئے جب کہ مسلمانوں میں ایک خاص قسم کے اہل مدرسہ یا اہلِ خانقاہ پیدا ہوئے۔ اسلام دینی عقائد میں خواہ مخواہ موشگافیاں کرنے اور باریکیاں نکالنے کا قطعاً مخالف ہے اور یہی سبب ہے کہ ہمارے مذہب میں پیشوایانِ مذہب کا کوئی خاص گروہ نہیں۔ مگر مذکورہ بالا ملائی گروہ نے مسلمانوں میں یہ عقیدہ پھیلا دیا کہ پیغامبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلب علم اور تحقیق و تلاش کی جو تاکید بار بار فرمائی ہے وہ صرف شریعت کے رموز و حقائق سے متعلق ہے اور آدمی کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو ان پر غور و خوض کرتے میں مشغول رہے۔ سچ پوچھیئے تو منشائے نبوی ؐ کی بہ تعبیر تفسیر عقول بما لا یرضی بہ قائلہ کا مصداق تھی کیونکہ شریعت کے اخلاقی اور تمدنی احکام بتانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیہم اصرار فرماتے ہیں کہ جہاں تک

ممکن ہو ہمیں زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا چاہیئے اور اپنے آپ کو زیادہ واقف اور باخبر بناتے رہنا چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علم و حکمت سے ہم اپنے دین کو اور بھی اچھی طرح سمجھ سکیں گے اور جس قدر زیادہ علم ہوگا اسی قدر بہتر عمل کر سکیں گے۔ اس تعلیم مبارک کا منشا یہ ہے کہ جس طرح حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کے ذریعہ ہماری اخلاقی اور تمدنی راحت اور خوشحالی کا سامان مہیا کیا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ہم اپنی کوشش سے اسرار فطرت معلوم کر کے دنیاوی اور مادی خوشحالی سے بہرہ مند ہوں جو اس اخلاقی آسودگی کے متناسب و مماثل ہو لیکن اہلِ مدرسہ اور اہل تصوف نے مسلمانوں میں رفتہ رفتہ ایسا رسوخ حاصل کیا کہ وہ ان کے دل و دماغ پر چھا گئے اور مسلمانوں کی ساری زندگی اس سانچے میں ڈھل گئی حالانکہ یہ سارا کام ان مصنوعی علما کا تھا جو اپنے آپ مسلمانوں کے پیشوا بن بیٹھے تھے۔ بہرحال اہلِ مدرسہ اور متصوفین کے اسی غلبہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان تقلید جامد کا شکار ہو گئے اور قوانین فطرت کے مطالعہ کا شوق روز بروز کم ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ انہوں نے علوم طبیعی کو بالکل ترک کر دیا اس طرح مسلمانوں میں مادی قوت اور معاشی آسودگی کے حصول کی صلاحیت مفقود ہونے لگی اور ظاہر ہے کہ مادی قوت اور معاشی فراخی کے بغیر مسلمانوں کے لئے اپنی آسودگی کو بحال رکھنا اور بیرونی حملوں سے اپنی خود مختاری کو بچانا ناممکن تھا بالفاظ دیگر یہ کہنا کچھ غلط نہیں کہ ہم خود اپنے سیاسی و اقتصادی زوال کا باعث ہیں۔ ۵ه

سعید پاشا نے مسلمانوں کے اسباب زوال اور بھی بتائے ہیں ایک بڑا المیہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ مسلمان اپنے دین کی حقانیت کے بارے میں بے معنی ہونے لگے ہیں۔ انہیں شرع اسلام کے جامع و مانع دستوریات ہونے کے بارے میں تذبذب ہے اور اسلامی نظام معاشرت کی برکات سے وہ بے بہرہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی اقوام کی اندھا دھند تقلید

ان کا شعار و دثار بن چکی ہے۔

اس مقالے کا معتدبہ حصہ مغربی مدنیت اور مغربی نظام حیات کی خرابیاں بتانے کے ضمن میں ہے سعید پاشا نے نام نہاد مدنیتِ مسیحی کی نارسائیاں اور اقدامِ مغرب کے سیاسی نظام کی خرابیوں کے بارے میں خوب معلومات پیش کی ہیں وہ مسلمانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ پیش کرتے کہ دین وسیاست کی جدائی کے دعویدار اور معاملات زندگی میں حلال و حرام کی تمیز سے عاری لوگ ان کے لئے نمونۂ کار کیسے قرار پا سکتے ہیں؟ مدنیت مغرب کا مرکز ہے ہی نہیں اور اگر ہے تو رومۃ الکبریٰ ہے مگر مدنیتِ اسلام کا مرکز ہر حال میں مکہ مکرمہ ہے۔ اس سے اسلامی اور غیر اسلامی دنیا کا بعد المشرقین والمغربین واضح ہے۔ سعید پاشا نے ابتدائے مقالہ میں لکھا ہے۔

"اسلام بنی نوع انسان کے لئے سب سے اچھا مذہب اور بہترین دینی نظام حیات ہے۔ یعنی وہ مذہب کی سب سے اعلیٰ اور سب سے مکمل صورت ہے اور تہذیب وتمدن کے وسیع ترین معنی میں ایک کامل تہذیب اور مکمل تمدن ہے اور اسی لئے جس طرح اسلام سے ہٹ کر ابدی نجات ناممکن ہے۔ اسی طرح اسلام کے مقرر کردہ ضابطۂ حیات کو ترک کرکے تمدنی نجات بھی حاصل نہیں ہو سکتی" ہے

شاہزادہ سعید حلیم پاشا کے مقالے کا آخری حصہ اسلامی قانون اور حکومت کے بارے میں ہے مگر اس مضمون کے ابتدائی حصے میں بہت سی ضمنی اور تبعی ایسی باتیں ہیں جن کا استحسان ضروری ہے چند امور حسب ذیل ہیں؛

۱۔ عقیدۂ توحید کی نعمت؛ سعید پاشا فرماتے ہیں کہ مدنیت اسلام اور دیگر مدنیتوں کا مابہ الامتیاز امر اسلام کا تصوّرِ توحید ہے۔ عقیدۂ توحید مسلمانوں کے لئے ایک بیش بہا نعمت ہے جس سے کوئی دوسری ملت کلاً متمتع نہیں رہی لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس تصوّرِ بے نظیر کی قدردانی کریں اور اپنے جملہ افعال واعمال میں اسے دائر وسائر بنائیں۔ پاشا مرحوم لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے جملہ انفرادی واجتماعی اعمال سے عقیدۂ توحید کے اثرات مترشح نظر آنے ضروری ہیں۔

۲۔ دین ودنیا کی یکجائی؛ پاشا مغفور لکھتے ہیں کہ سلطنت اور کلیسا کی جدائی موجودہ مغربی مدنیت کا خاصہ ہے اور دیگر اقوامِ عالم بھی عملاً اسی امر کے مقلد ہیں مگر دینِ اسلام کی رُو سے

جملہ اعمالِ زندگی دین کے تابع ہونے ضروری ہیں۔ دین اسلام میں عقائد عبادات اور معاملات یکساں نوعیت کے اہم ہیں لہٰذا سیاست یا معاملاتِ زندگی کی کوئی دوسری شئون دین کے دائرے سے خارج نہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس دور میں دنیا کو ایک بار پھر حقیقی دینداری سے روشناس کرائیں اور اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اہلِ دنیا دین کو مسلمانوں کے جملہ اعمال زیست میں دخیل دیکھ لیں۔ مگر یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ موجودہ مسلمان دین کا وسیع تر مفہوم جان لیں اور اس کے عامل بھی بن جائیں۔

۳۔ **شرع اسلامی ابدی ہے:** سعید پاشا نے شرع اسلامی کے لئے لکھا ہے کہ اس کے اصول ابدی اور دائمی ہیں۔ وہ شرع کے اصولوں کو قوانین طبعی کے مشابہ بتاتے ہیں۔ قوانین طبعی کی خلاف ورزی سے انسانوں کا نقصان ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اصولِ شرع کی خلاف ورزی کا بھی یہی حال ہے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق جزئیات میں رد و بدل ہو سکتا ہے مگر اصولِ شرع ابدی وضع کئے گئے ہیں کیونکہ ہر دور کے انسانوں کی اساسی باتیں ایک سی رہیں گی۔

"شریعت کی فرماں روائی کا اصول تسلیم کر لینے کے یہ معنی ہیں کہ آدمی اس بنیادی حقیقت کو تسلیم کر لیتا ہے کہ جس طرح ہر وجود خواہ اس کی نوعیت کچھ ہی ہو اپنے قیام و بقا کے لئے اپنی فطرت کے مناسب خاص خاص قوانین طبعی کا تابع ہے اسی طرح نوعِ انسانی کا تمدنی وجود بھی تمدن کے خاص طبیعی قوانین پر منحصر ہے۔ گویا جس طرح انسان کا جسمانی وجود کہ جسم کے طبیعی قوانین کے تابع ہے۔ اسی طرح اس کا اجتماعی وجود بھی اجتماعی طبیعی قوانین کے تابع ہے۔ اور وہ اجتماعی طبیعی قوانین شریعت حقہ نے وحی کی روشنی میں ہماری ہدایت کے لئے منضبط فرما دیئے ہیں۔ اس طور پر مذہب اسلام نے یہ زریں اصول ہماری راہ نمائی کے لئے قائم کیا کہ کوئی انسان دوسرے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین پر چلنے کے لئے مجبور نہیں ہے گو یہ قانون انسانوں کی بڑی سے بڑی جماعت یا اکثریت کی رائے سے بنایا گیا ہو کیونکہ ایسے قانون میں لازمی طور پر کچھ نہ کچھ خود رائی کا دخل ہو گا۔ اس لئے وہ اس حد تک ناقص و نامکمل ہو گا۔

ہذا انسان پر صرف اپنے خالق سبحانہٗ کے حکم اور ارادے کی اطاعت فرض ہے جو قوانین طبیعی کی شکل میں ظاہر ہوا۔" ؎

مندرجہ بالا تین باتوں کے علاوہ کئی دیگر امور بھی اس مقالے کی زینت ہیں اور ان سے مصنف کی فکرِ صائب لائح ہو جاتی ہے۔

۴۔ **اسلامی نظام حکومت** : مقالے کا آخری حصہ مندرجہ بالا ذیلی عنوان کے لئے وقف ہے مغرب کے سیاسی نظام اور مسلمان ممالک میں موجود احزابِ سیاسی کی سرگرمیوں کے پیش نظر۔ سعید پاشا نے اسلامی حکومت کے آداب و سنن اور اسلام کے سیاسی سے بحث فرمائی ہے۔ کئی دیگر مسلمان مفکرین کی طرح سعید پاشا بھی مغربی طرز کی جمہوریت کے روادار نہیں۔ وہ اسلام کے نظام شورائیت کے روادار ہیں جس میں اربابِ حل و عقد اور صاحبانِ علم و دانش کی رو سے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ موجودہ روش کے مطابق ایک یا چند سیاسی جماعتیں اپنے بعض منشوری وعدوں کے مطابق کثرتِ رائے حاصل کرکے حکومت بناتی ہیں اور پھر نئی دستور سازی میں مشغول ہوتی ہیں یا پرانے وساتیر میں ترامیم کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیتی ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کی اکثریت والے ممالک میں بھی شرع اسلامی کے قوانین کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نئے خود غرضانہ قوانین بنائے جانے لگتے ہیں اور یہ صورتِ حال افسوسناک ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے مسلمانوں کے سیاسی احزاب شرع اسلامی کی برکات سے لوگوں کو بہرہ مند کرنے کے لئے کام کریں نہ کہ متوازی اور بعض موارد میں مخالف شرع قوانین بنائیں اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام کے نام لیوا ہونے کا دعویٰ بھی کریں۔ سعید پاشا اسلام کے اصول وضع قوانین اور چار مآخذِ قانون قرآن مجید سنت رسول اجماع اور قیاس سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اعضائے مجالس وایمان کو ان ہی منابع کی روشنی میں قانون سازی کا حق ہے اور ان منابع سے آزاد ہو کر نہیں ہے سیاسی جماعتوں کی رقابت بلکہ دشمنی کی شرح و بسط کی محتاج نہیں سعید پاشا اس غیر اسلامی عمل کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے اختلافات کو باعثِ رحمت حد تک رہنا چاہیئے اور انہیں باعثِ زحمت وکشمکش نہیں بننا چاہیئے۔ دین کے نام پر کام کرنے والی جماعتوں کی یہ صورت حال باعثِ ندمت ہے کیونکہ دین اتحاد و ائتلاف کا مظہر ہے نہ افتراق وانتشار کا

سعید پاشا توجہ دلاتے ہیں کہ اکثر مسلمان ممالک کے سیاسی احزاب ملت کے افراد کے افتراق کا موجب ہیں لہذا اس کا باعث اصلی غوغائے جمہوریت اسلامی اصولوں سے کیسے ہم آہنگ کہا جا سکتا ہے؟ مصنف اعضائے مجالس وایمان اور اعضائے مقننہ انتظامیہ اور عدلیہ کے اختیارات سے بحث کرتے ہوئے ان امور کو شرعِ اسلامی کی روشنی میں دیکھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اقوامِ مغرب کی تقلید میں مسلمان مختلف عنوانات کے تحت اقتدار و اختیار کی ہوس میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ اسلامی جذبے کے تحت اقتدار و اختیار وہ خطرناک آزمائشیں ہیں جن سے حتی المقدور لوگ دور بھاگنا ہی مناسب جانتے ہیں۔ سعید پاشا کا مدعا یہ ہے کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم اسلام لستھق یعنی اسلامیانے کے عمل کو پیشِ نظر رکھیں اور ہر امر کو دیدۂ دین سے دیکھنے کا مزاج پیدا کریں۔ اس نام کے تحت اپنی عظیم کتاب میں سعید پاشا نے جو کچھ لکھا مولانا محمد مارمیڈیوک پکھتال مرحوم نے اسے مندرجہ ذیل عنوانات دیئے ہیں۔

۱۔ قانونِ اسلام کی نظر میں تمام نفوس کا برابر ہونا۔ ۲۔ ذکور و اناث میں سے ہر فرد کی مفت تعلیم

۳۔ رباخواری کا استیصال و انسداد۔ ۴۔ مسکرات اور قمار بازی کا امتناع

۵۔ وصولِ زکوٰۃ اور بیت المال کے نظام کا قیام ۶۔ صدقات و خیرات کا نظام

۷۔ عہد و پیمان کا احترام ۸۔ طبقہ نسواں کی تربیت کا خاص خیال۔

۹۔ یتامیٰ کا خاص خیال اور اوقاف و املاکِ عامہ کی پرداخت کا خاص انصرام

۱۰۔ فقرا و مفلسین کی حاجت روائی ۱۱۔ مناکحت و ازدواج کے آزادانہ اصولوں پر عمل درعمل

۱۲۔ اسلام کا محیر العقول قانونِ وراثت جس پر عمل درعمل سے کوئی غیر معمولی امیر نہیں رہ سکتا اور ہر صاحبِ ارث کا حصہ اس کی اولاد اور اخلاف تک پہنچتا ہے۔

۱۳۔ دفاعی و اصلاحی اغراض کے لئے جہاد عامہ کی تربیت ۱۴۔ ملکی امن و امان اقلیتوں سے حسن سلوک اور اقوامِ عالم کے ساتھ حسنِ روابط ۱۵۔ زمانۂ جنگ کے اسلامی ضوابط اور قوانین۔ ۵؎

جیسا کہ اوپر بیان ہوا شاہزادہ محمد سعید حلیم پاشا کے مقالے کا عنوان "مسلمان معاشرے کی اصلاح" ہے پاشا مرحوم کو اصلاح و تجدید دین سے غیر معمولی تعلق خاطر تھا۔ انہوں نے اپنی سیاسی جماعت حزبِ اصلاح دین کی فعالیتوں اور اپنی تحریروں کے ذریعے ہر کام پر توجہ مبذول رکھی اور دوسرے

مسلمانوں کو بھی ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے رہے ہیں اس مقالے کا اختتامیہ یوں ہے :-

اس میں کلام نہیں کہ دورِ جدید کے مسلم اربابِ فکر کے لئے "اصلاحِ ملت" کا یہ کام انجام دینا کچھ سہل نہیں ہے لیکن وہ جس قدر دشوار ہے اُسی قدر شاندار بھی ہے۔ بلاشبہ اس میں بڑے استقلال، ایثار، بے نفسی، ہمت و حوصلہ مندی اور سب سے بڑھ کر اسلام کی حقانیت اور فتح پر محکم ایمان رکھنے کی ضرورت ہے۔ ایسا ایمان جس میں کبھی لغزش نہ ہو اور جو خلوص و جوش سے مملو ہو۔ جو ہمارے تعلیم یافتہ لوگوں کو شجاعت حیدری عطا کرے جو اس دشوار مہم کو سر کرنے کے لئے ناگزیر ہے۔ اس اہلیت کے واسطے اعلیٰ درجے کے اخلاقی اوصاف درکار ہیں اور اگر ان میں یہ اہلیت نہیں تو مسلمان اربابِ فکر کا یہ دعویٰ بھی باطل ہوگا کہ انہیں زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔

وما علینا الا البلاغ [۹]

حوالے: [۱] یہ معروف نومسلم جنوری ۱۹۲۷ء سے ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء یعنی اپنی وفات تک سہ ماہی اسلامک کلچر حیدر آباد دکن کے اڈیٹر رہے۔ قرآن مجید کے انگریزی میں بابصیرت مترجم اور اسلامک کلچر نیز کئی دیگر کتابوں اور مقالوں کے مصنف ہیں۔

[۲] انہیں مصری شاہزادہ سعید حلیم پاشا (۱۸۶۵-۱۹۱۴ء) سے ممیز کرلینا چاہیئے۔

[۳] دیکھئے اقبال اور تقدیر امم کے عنوان سے میرا مقالہ سہ ماہی اقبال ریویو لاہور جولائی تا اکتوبر ۱۹۷۷ء میں۔

[۴] اقبال نے زبور عجم میں کہا ہے :-

گوئمت کہ چہ بودی چہ کردۂ چہ شدی — کہ خون کند جگرم را ایازی محمود

تو آن نۂ کہ مصلّی زکہکشان می کرد — شراب صوفی و شاعر ترا ز خویش ربود

[۵] اللہ کی بادشاہت (طبع لاہور س ن) صفحہ ۱۰۶ تا ۱۰۸۔

[۶] " " " " " ۶۰

[۷] " " " " " ۷۴

[۸] " " " " " ۶۲ تا ۶۴

[۹] " " " " " ۱۶۷-۱۶۸